مواعظ اختر

نمبر ۶۰

رنگ و نسل کی تحقیر کی حرمت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفات اختریہ

hazratmeersahib.com



رنگ و نسل کی تحقیر کی حرمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحتِ دوستوں کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: رنگ ونسل کی تحقیر کی حرمت

نام واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: دوشنبہ بعد فجر ۱۹ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۷ء

مقام: لینیشیا سے ریل میں فلوریڈا لیک پارک سیر کے لئے جاتے ہوئے ارشادات جنوبی افریقہ

موضوع: رنگ ونسل کی توقیر وعزت پر ایک علم عظیم

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازبیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات صفحہ نمبر

بغیر فضل ورحمت اور مشیتِ الٰہیہ کے صحبتِ شیخ بھی مفید نہیں ہوسکتی.......... ۷
خونِ تمنّا.......... ۷
سیاہ فام لوگوں کو حقارت سے دیکھنا حرام ہے.......... ۸
سیاہ فام لوگوں کی حقارت سے بچنے کا مراقبہ.......... ۹
جلد روحانی ترقی کا ایک خاص عمل.......... ۱۰
ایک علم عظیم.......... ۱۱
اَلسَّلَامُ کی تعریف.......... ۱۲
نفس کو آزمانے سے ندامت اٹھانا پڑے گی.......... ۱۲
عشقِ مجازی ذوقِ خبیث کی علامت ہے.......... ۱۴
اولیاء اللہ کا طبقۂ قلندریہ.......... ۱۵
حسن فانی سے بچا کر اپنا بنانے کا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص اندازِ رحمت.......... ۱۶
شرابِ دو آتشہ اور شرابِ سہ آتشہ.......... ۱۷
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی تفسیر.......... ۱۸
رحمت کو ہبہ سے تعبیر کرنے کی وجہ.......... ۱۹
اہلِ تقویٰ کو دو جنّتیں عطا ہوتی ہیں.......... ۲۰
عشق کا پیٹرول.......... ۲۲
عشقِ مجازی کی ذلت کا فیچر.......... ۲۳

عشقِ مجازی سے نجات دلانے والا مراقبہ...................................... ۲۳
مبشراتِ منامیہ... ۲۴
حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خواب............................ ۲۴
حضرت والا کا پرلطف مزاح... ۲۵
خواب بزبان احقر میر عفا اللہ عنہ... ۲۶
دوسرا خواب... ۲۷



رنگ ونسل کی تحقیر کی حرمت

(آج بعد فجر حضرت مولانا عبد الحمید صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہاں کی ریل میں بھی سیر کر کے دیکھیں، یہاں کی سرسبز زمینیں نظر آئیں گی، بہت لطف آئے گا۔ حضرت والا نے فرمایا لیکن ریل کے ڈبہ میں تو عورتیں بھی آجائیں گی۔ مولانا نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھی ہی اتنے زیادہ ہیں کہ ڈبہ میں کسی کے آنے کی جگہ ہی نہیں ہوگی ورنہ ہم ڈبہ Reserve کرالیں گے۔ پھر حضرت والا مع احباب ریلوے اسٹیشن روانہ ہوگئے اور یہ تمام ارشادات ریل کے سفر کے دوران ہی فرمائے جو مستقل ایک وعظ ہے۔ میر عفا اللہ عنہ)

ریل میں حضرت والا نے مولانا منصور الحق صاحب ناصرؔ خلیفہ حضرت والا دامت برکاتہم سے فرمایا کہ حضرت کا کلام سنائیں۔

جب مولانا منصور الحق صاحب نے حضرت والا دامت برکاتہم کے کلام کا یہ شعر پڑھا ؎

نہ دیکھو ان نمک پاروں کو تم ہر گز نہیں دیکھو
کہ یہ تشنہ لبی جاتی نہیں نمکین پانی سے

تو حضرت والا نے فرمایا کہ اگر ان نمک پاروں کو دیکھو گے تو ان میں اِن (In) ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ دیکھئے کیسا مزہ آیا! انگریزی لفظ کا میں نے کہاں استعمال کیا ہے کہ ان نمک پاروں کو مت دیکھو ورنہ ان میں اِن (In) ہونے کا بھی خطرہ ہے۔

بغیر فضل ورحمت اور مشیتِ الٰہیہ کے صحبتِ شیخ بھی مفید نہیں ہوسکتی

اگر پانی نہ پائیں گُل یہ ابرِ آسمانی سے
نکھرتا ہے کہیں رنگِ گلستاں باغبانی سے

یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور مشیت نہ ہوتو شیخ کی باغبانی سے بھی کوئی صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتا۔ یہ شعر میری تقریر کا خلاصہ ہے:

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا
وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۱)

یعنی بغیر میری مشیت، رحمت اور فضل کے تمہارا تزکیہ نہیں ہوسکتا۔ باوجود فیضانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہ ان کی حیاتِ طیبہ تمہارے پاس موجود ہے مگر تم تزکیہ کرانے میں میری رحمت، فضل اور مشیت کے محتاج ہو۔ یادرکھو! شیخ کتنا ہی کامل ہو مگر تزکیہ کرانے میں یہ تین نعمتیں ضروری ہیں۔ اب اس شعر کی فٹنگ دیکھئے! اس میں بہت زبردست نشاندہی ہے۔

(ایک صاحب کے متعلق مزاحاً فرمایا) معلوم ہوتا ہے کہ یہ چشتی ہیں کہ اشعار سنتے ہی نیند غائب ہوگئی۔ چشتیوں اور عاشقوں کے لیے شرعی سماع یعنی جس میں موسیقی اور گانا بجانا وغیرہ نہ ہو لازم ہے، ان کو روح المعانی سے نیند آرہی تھی مگر مولانا منصور کی خوش الحانی سے نیند غائب ہوگئی۔

خونِ تمنّا

(مولانا منصور الحق صاحب نے حضرت کا دوسرا کلام سنایا اور مطلع کا یہ شعر پڑھا)؎

جہاں دے کر ملا ہے دل میں وہ جانِ جہاں مجھ کو
بہت خونِ تمنّا سے ملا سلطانِ جاں مجھ کو

دیکھا آپ نے ! یہ خونِ تمنّا کا مضمون کیسا ہے۔ لہٰذا سب لوگ خونِ تمنّا کا ارادہ کرلو اور اللہ کے راستہ میں لومڑی اور مخنث نہ بنو۔ بھئی ! جب خونِ تمنّا کرنا ہے تو اس کا پکا ارادہ کرلو۔ کسی شاعر کا ایک رومانٹک مصرع تھا ؎

میں نے اک پھول سے چہرے کی تمنّا کی تھی

میں نے اس مصرع پر اینٹی بائیوٹک دوا چھڑک دی ؎

میں نے اک پھول سے چہرے کی تمنّا کی تھی
اب تمنّا نہیں اس پھول کے مرجھانے سے

لہٰذا آج سے خونِ تمنّا کی مشق کرو، سب لوگ وعدہ کرو کہ آج سے ہم وہ تمنّا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس تمنّا کے خون کی مشق کریں گے ؎

بیانِ دردِ دل آساں نہیں ہے دوستو لیکن
سبق دیتی ہے ہر دم اہلِ دل کی داستاں مجھ کو

اس شعر میں میرے تینوں مشایخ کی طرف اشارہ ہے۔ جب تقریر کرتا ہوں تو ان کی داستاں میرے سامنے ہوتی ہے۔

سیاہ فام لوگوں کو حقارت سے دیکھنا حرام ہے

راستہ میں پلیٹ فارم پر بہت سے کالے لوگ نظر آئے تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ یہاں جنوبی افریقہ میں جب کسی موٹے بھدے اور کالے رنگ کے انسان کو دیکھو تو ان سے بھی نظر بچاؤ کیونکہ کبھی ان کے دیکھنے سے دل میں حقارت بھی آسکتی ہے کہ کیسی کالی شکل ہے، اللہ کی مخلوق کو حقارت سے دیکھنا حرام ہے، مصنوع کو مت دیکھو، صانع کو دیکھو، اُس بنانے والے کو دیکھو، مخلوق کے ڈیزائن کو مت دیکھو، ڈیزائنر کو دیکھو، اگر ان پر ہنستے ہو تو گویا اللہ تعالیٰ کی صنعت پر ہنستے ہو، اللہ نے جس کو جیسا چاہا بنایا، اس کی مرضی ہے، وہ حاکم بھی

ہے اور حکیم بھی ہے، لہٰذا ان کو برا سمجھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ جس کو اللہ نے جیسا بنایا وہ اللہ کی صنعت ہے اس لئے سب اچھے ہیں کیونکہ وہ بھی احسن تقویم میں ہیں۔

سیاہ فام لوگوں کی حقارت سے بچنے کا مراقبہ

تو اس مراقبہ سے آپ کے قلب سے ان کی حقارت نکل جائے گی کہ یہ کالے ہیں، موٹے ہیں جیسے بھی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ہمیں ان پر ترس آرہا ہے، رحم آرہا ہے، اے اللہ! آپ اپنی رحمت سے ان کو ایمان عطا فرمادیں۔ یہ مراقبہ تو ان کے لیے ہے کہ جن کو دیکھنے سے دل میں حقارت پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو اس حقارت سے بچ جاؤ گے اور اگر کہیں ایسی شکلیں نظر آئیں جن کو دیکھنے سے حقارت کے بجائے جسارت پیدا ہو کہ ان کو ایک نظر دیکھ لو تو وہاں بھی نظر بچا کر یہ کہو کہ یا اللہ! یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کو ایمان عطا فرما۔ پھر آپ کو ہمت نہیں ہوگی کہ ان کو بُری نظر سے دیکھیں۔ جب یہ جملہ نکلے گا کہ اے خدا! یہ تیرے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں مگر کفر میں مبتلا ہیں، آپ اپنی رحمت سے ان کو ایمان عطا فرما دیجیے، اس دعا کی برکت سے آپ کو دل میں خوف محسوس ہوگا کہ میں پیغمبر کی اولاد کو بُری نظر سے کیسے دیکھوں۔ کہیے مولانا! یہ خاص تربیت کے مضامین اللہ تعالیٰ کا انعامِ عظیم نہیں ہے؟ مولانا زبیر اردو سمجھ رہے ہو؟ یعنی ایک تو یہ کہ قلب گندا نہیں ہوگا، جس کی ٹانگ دیکھ کر للچا رہے ہیں اگرچہ بظاہر اِن (In) نہیں ہوئے مگر قوتِ متخیّلہ، خیالیہ، متصوّرہ اور قلب کے اندر وہ اِن (In) ہوگیا۔ اس کی تمنّا ہوتی ہے کہ ہم اس کو استعمال کرلیں تو ایک تو آپ آنکھوں کے زِنا سے بچے، قلب کے زِنا سے بچے، دوسرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا اکرام نصیب ہوا، اللہ تعالیٰ خوش ہوگئے کہ یہ کیسا میرا بندہ ہے کہ میرے پیغمبر کی اولاد کے لیے دعائیں کررہا ہے اور ایک وہ اُلّو

نالائق ہے جو انہیں بُری نظر سے دیکھ رہا ہے، تو کتنا فرق ہے کہ ایک بندہ نظر ہٹا کر اللہ کا مقرب ہو رہا ہے اور ایک بندہ نظر ڈال کر ملعون ہو رہا ہے۔

جلد روحانی ترقی کا ایک خاص عمل

ذرا سوچو تو سہی، ایک بندہ نظر بازی کر کے لعنت لے رہا ہے اور ایک بندہ نظر بچا کر رحمت لے رہا ہے لیکن نظر ہٹا کر یہ جملہ کہنا یاد رکھنا کہ اے اللہ! یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، لیکن دعا مانگتے وقت کہیں ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ نہ کر دینا ورنہ وہ کہے گی کہ یہ مُلّا مجھے اشارہ کیوں کر رہا ہے، پہلے ان سے نظر ہٹا لو پھر اللہ سے باتیں کرو، بس اللہ تعالیٰ سے یہ کہو کہ اے اللہ! یہ آپ کے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، آپ اپنی رحمت سے ان کو ایمان عطا فرمائیے، ان شاء اللہ! اس کے لیے دعا بھی ہو جائے گی اور سرورِ عالم ﷺ کی جانِ پاک بھی خوش ہو جائے گی کہ میرا امتی میری امتِ دعوت کے لیے دعا کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جائیں گے کہ اس نے میری مخلوق کو بُری نظر سے نہیں دیکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جب یہ عمل پیش ہوگا تو وہ کتنے خوش ہوں گے، دعا دیں گے کہ دیکھو! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہماری اولاد کو بُری نظر سے نہیں دیکھا اور ان کے ایمان کے لیے دعا بھی دیں گے۔ کیا یہ سلوک نہیں ہے؟ ان شاء اللہ اس عمل سے اتنی جلد روحانی ترقی ہوگی کہ آپ دیکھتے رہ جائیں گے، جن خانقاہوں میں لوگ وظیفے زیادہ پڑھتے ہیں اور گناہ سے نہیں بچتے تو یاد رکھو کہ اللہ ملتا ہے گناہ سے بچنے پر۔ ہم تو کہتے ہیں خالی فرض پڑھ لو، واجب ادا کر لو، سنتِ مؤکدہ ادا کر لو مگر ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرو، ان شاء اللہ! آپ دیکھیں گے کہ کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں۔

ایک علم عظیم

تو نظر بچانے کا یہ مراقبہ آج ہی عطا ہوا، ریل کا سفر وصول ہو گیا، ریل کے سفر کا مزہ الگ آیا اور اللہ کا قرب الگ ملا اور مراقبۂ قرب الگ نصیب ہوا کہ بعض وقت میں شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ دیکھو کیسی خراب شکل ہے، شیطان کے وسوسے پر یہ سمجھنا ٹھیک نہیں ہے، اللہ کی مخلوق کو حقارت سے مت دیکھو، انہیں بھی اللہ ہی نے بنایا ہے، ان کے ڈیزائن کو مت دیکھو، ڈیزائنر کو دیکھو، ڈیزائن پر ہنسنا ڈیزائنر پر ہنسنا ہے۔ بتاؤ! یہ علمِ عظیم ہے یا نہیں؟

آہ! اللہ تعالیٰ مجھے میری آہ وفغاں کے قدردان بھی عطا فرمائے، کیا اس بات کو دل نہیں چاہے گا جیسے کسی شخص کے پاس موتی اور جواہرات ہوں مگر کوئی اس کا قدر دان نہ ہو، یا کسی کی آواز بہت عمدہ ہو، بہت ہی شاندار آواز ہو مگر سب بہرے بیٹھے ہوں جو سنتے نہیں ہوں، سو بہروں میں ایک بہترین خوش گلو شاعر کیا کرلے گا؟ تو اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی جان عطا فرما جو آپ پر فدا ہونے کا جذبہ رکھتی ہو اور آب وگل اور کیچڑوں میں پھنسنے کے لیے اس کا ذوق نہ ہو، اس کا ذوق بدل دے کیونکہ سارا عالمِ انسانیت سب پیشاب پاخانے کا مجموعہ ہے، ان کے پیٹ چیر کر دیکھو سب گو بھرا ہوا ہے، پیشاب، بدبودار اور گندی ہوا ہے، یہ مر کر گل سڑ جائیں تو ان کے پاس بیٹھنا مشکل ہوجائے، اس لیے مولیٰ کو چھوڑ کر لیلاؤں پر مت مرو، اپنی زندگی کو ضائع مت کرو، لیلیٰ پر مرنا اپنی زندگی کو ضائع کرنا ہے، لیلیٰ ہمارے کسی کام نہیں آسکتی، وہ مجنوں کی عقل کو سلامتی نہیں دے سکی، اپنے عاشق کی عقل کو سلامت نہیں رکھ سکی۔

اَلسَّلَامُ کی تعریف

اللہ ایک ایسی ذات ہے، جس کا ایک نام سلام ہے، اللہ کے ننانوے نام میں ایک نام سلام ہے جس کی تفسیر روح المعانی میں ہے کہ

((اَلسَّلَامُ ھُوَ الَّذِیْ یُسَلِّمُ عَلٰی اَوْلِیَآءِہٖ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ فَیَسْلَمُوْنَ مِنْ کُلِّ مُخَوِّفٍ))

(روح المعانی۔ ج۲۸،ص۶۳،مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

جو اپنے عاشقوں کو، اپنے دوستوں کو ہر آفت سے بچانے پر قادر ہو، تو وہ ہر مخوِّف اور دھمکی دینے والے سے سلامت رہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو کوئی کتنا ہی دھمکا دے کہ ہم تمہارا مدرسہ توڑ دیں گے، یہ کردیں گے وہ کردیں گے، تو جو دھمکی دیتے ہیں وہ خود دھمک دیئے جاتے ہیں۔ مخوِّف جو ہوتے ہیں مخَوف کردیئے جاتے ہیں۔ تو ایسے مالک پر مرو جو تم کو سلامت رکھنے پر قادر ہو، تم کو دنیا اور آخرت کے عیش دے سکے۔ شیطان ڈراتا ہے کہ پھر عیش کہاں ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ تمام عالم کے عیش کا خالق ہے، لذّاتِ دو جہاں کا خالق ہے، سرچشمۂ لذّاتِ دو جہاں ہے، مرکزِ لذّاتِ دو جہاں ہے، مخزنِ لذّاتِ دو جہاں ہے، ان کا نام لے کر تو دیکھو، یہ آیت ایسے ہی تھوڑی نازل ہوگئی:

﴿اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ﴾

(سورۃ الزمر، آیت:۳۶)

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ ہر کام کے لیے اللہ اپنے بندے کے لیے تنہا کافی ہے، اس کی اکیلی ذات کافی ہے، اللہ قادرِ مطلق ہے، بغیر روٹی کے پیٹ بھر دیتا ہے۔

نفس کو آزمانے سے ندامت اٹھانا پڑے گی

بس اللہ تعالیٰ پر مرنے کا ذوق حاصل کرو، لیلاؤں پر بہت مر چکے،

اب تک کچھ نہیں پا سکے، مزید مت آزماؤ

((مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ))

(انجاح الحاجة، شرح سنن ابن ماجة باب العزلة ص ۲۸۶)

جو آزمائے ہوئے کو آزمائے اس کے لیے ندامت ہے، نفس کو بہت آزما چکے، ان لیلاؤں نے کچھ نہ دیا، لعنتی نظروں سے سوائے پریشانیوں کے کچھ نہیں ملا، اللہ تعالیٰ پر فدا ہو، ان شاء اللہ ہر لمحۂ حیات پر کروڑہا حیات برسے گی اور آپ کی حیات اتنی مبارک ہوگی کہ جو بھی آپ کے پاس بیٹھے گا اس کو بھی حیات مل جائے گی۔

جیسے ہائی پاور بجلی کی ایک موٹی تار ریل سے لگ رہی ہے جس سے ریل چل رہی ہے، ایسے ہی بعض بندوں کو ان کے مجاہدات سے اور اللہ کے راستہ کا غم اُٹھانے سے اور نظر کی حفاظت کرنے سے اور غیر اللہ سے اپنے قلب اور قالب اور آنکھ کو بچانے میں دل کا خون کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں اپنی محبت کا ہائی پاور بجلی کا بہت موٹا تار عطا کر دیتے ہیں، جو بھی ان کے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی اللہ سے چپک جاتا ہے، یہاں تو بجلی کے تار سے چپک کر لوگ مر جاتے ہیں، مگر وہ اللہ سے چپک کر جی جاتا ہے۔ دیکھئے! یہ کیسا جملہ ہے؟ اس موٹے تار سے جو چپک جائے گا، مر جائے گا اور اللہ والوں کی محبتِ الٰہی کے بجلی کے تار سے جو لگ جائے گا تو جی جائے گا، یہاں مر جاتے ہیں وہاں جی جاتے ہیں۔

یہ بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ آپ لوگ یہاں بیٹھے ہیں ورنہ کوئی تجارت چھوڑ کر، مدرسہ چھوڑ کر، دار العلوم چھوڑ کر پلیٹ فارموں پر، جنگلوں میں تھوڑا ہی پھرتا ہے، جب جنگل رشکِ گلستاں ہوتا ہے تب عاشقِ گلستاں وہاں پہنچتے ہیں اور جس جنگل میں اُلّو بیٹھے ہوں وہاں اُلّو ہی جا سکتا ہے عاشقِ گلستاں نہیں جا سکتے لہٰذا انگریزوں کے ساتھ دوستی رکھنے والے اور ٹیڈیوں اور سینما اور وی سی آر (V.C.R) کے چکر میں مرنے والے اُلّو! جو لندن اور

یورپ کو پسند کریں اور اُلّو وٴں کی بیویوں کو پسند کریں اور اُلّو وٴں کے ساتھ عشق بازی اور حرام کاری کو پسند کریں، تو ان کے اُلّو ہونے میں لا شک فیہ، کوئی شک نہیں ہے۔ یہ اُلّو ہی تو ہے جبھی تو اس کا دل اُلّو وٴں کے ساتھ لگ رہا ہے، اُلّو وٴں سے اس کی میچنگ ہو رہی ہے اور اس کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ دیکھو انگریز کیسے مزے میں ہیں، شراب پی رہے ہیں، آج انگریزوں نے اپنی عورتوں کو دولتِ مشترکہ بنالیا ہے۔ یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو کہ ہمیں گنہگار، بدکار اور نافرمانوں سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہ ہو بلکہ ان کو دیکھ کر اُن سے دور ہٹو۔

میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں کہ اے خدا! مجھ کو بہت اہلِ درد عطا فرما، مجھے سارے عالَم میں اس کام سے بہتر کوئی کام نظر نہیں آتا، دار العلوم نعمت ہے، وحیِ الٰہی کا مرکز ہے، وہ خدمت بھی عین سعادت ہے مگر دار العلوم کی روح یہ دردِ دل ہے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا عاشق بنائے مگر کوئی عاشق بنانے والا بھی تو ہو۔

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے

عشقِ مجازی ذوقِ خبیث کی علامت ہے

بعض لوگوں کے مزاج میں ایک لطافت ہوتی ہے جس کی وجہ سے حسن کو محسوس کرنے والا اس کا تھرمامیٹر اور ترازو بہت حساس ہو جاتا ہے جیسے سونا تولنے والی ترازو ہوتی ہے، جب سنار لوگ سونا تولتے ہیں تو سانس بھی نہیں لیتے، سانس لینے سے بھی وہ ترازو ہل جاتی ہے اور ایک ترازو لکڑی اور کوئلہ تولنے والی بھی ہوتی ہے، اس میں کلو، آدھا کلو کی کمی بیشی سے فرق ہی نہیں پڑتا،

اس کا کانٹا وہیں رہے گا تو جس کا دل کثیف ہوتا ہے اس کی ترازو حسینوں کا نمک چکھ کر بھی نہیں لرزتی، اس کو پتہ ہی نہیں چلتا، مگر مبارک ہیں وہ دل جن کے ترازو میں ایک اعشاریہ حرام نمک بھی آ جائے تو ان کے قلب کو پتہ چل جاتا ہے اور وہ فوراً توبہ استغفار کر کے اللہ سے رجوع ہو جاتے ہیں، انابت الی اللہ سے گناہ کے اس اثر کو زائل کر دیتے ہیں کہ اے اللہ! مجھ کو معاف کر دیجیے، آپ کی ناخوشی کے راستہ سے میرے نفس نے تھوڑی سی حرام خوشی امپورٹ کی ہے، ہم ایسی لعنتی اور منحوس خوشی سے معافی چاہتے ہیں، جس سے آپ ناخوش ہوں ہم اس خوشی سے اپنا دل خوش کرنا نہیں چاہتے، ہماری وہ خوشی مبارک ہے جس سے آپ بھی خوش ہوں، یہ کیا خوشی ہے کہ آپ ناخوش ہوں اور ہم خوش ہو رہے ہوں، یہ کوئی غلامی اور بندگی ہے؟ کیا یہ عاشقی ہے؟ یہ فاسقی ہے۔ یہ فاسقی اور لعنتی زندگی ہے، ذوقِ خبیث کی علامت ہے، بس اللہ پر اس طرح فدا رہو کہ دل میں حرام خوشی کا ایک ذرّہ نمک بھی نہ آنے پائے۔

اولیاء اللہ کا طبقۂ قلندریہ

دیکھو! آج کا مراقبہ علمِ عظیم ہے یا نہیں کہ کالی ہو یا گوری نظر ہٹا کر یہ کہو کہ یا اللہ! یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کو ایمان عطا فرما اور اگر ایمان ہے تو یہ کہو کہ اللہ ان کو پردہ کرنے کی توفیق دے، ان کو صالحات بنا دے، ان کو دعا دے دو، جب دعا دو گے تو اللہ سے رابطہ ہو جائے گا، جب اللہ سے رابطہ ہو گا تو نفس دُشمن سے رابطہ مضمحل اور مغلوب اور کالعدم ہو جائے گا۔ دیکھا آپ نے کیسا سلوک طے کرایا ہے، ان شاء اللہ اس مراقبہ کی برکت سے ہر وقت باخدا رہو گے، یہ ہے طبقۂ قلندریہ کہ ہر وقت مجاہدات کرنے سے باخدا رہتے ہیں اور یہ غم اللہ کو بہت پسند ہے ورنہ حسینوں سے نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ

نہ ہوتا کہ اگر تم حسینوں سے نظر بچانے کا غم اُٹھالوتوتم کو ہم حلوۂ ایمانی دیں گے۔

حسن فانی سے بچا کر اپنا بنانے کا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص اندازِ رحمت

ایک باپ کے دس لڑکے ہیں، نو کی شادیاں ہوگئیں، سب کی بیویاں نہایت حسین ہیں، سب اپنی اپنی بیویوں میں مست ہیں لیکن باپ کہتا ہے کہ کاش! میں جانتا کہ یہ ظالم حسن پرست ہیں، اتنی حسین بیویوں کو پاکر مجھ کو بھول جائیں گے تو میں ان کی شادی معمولی شکل وصورت والی لڑکیوں سے کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے مزاج کو جانتے ہیں کہ یہ بہت ہی رومانٹک مزاج ہے اور اُسے اپنا بھی بنانا چاہتے ہیں تو اس کو حسین بیوی نہیں دیتے اور بعضوں کو دیتے ہی نہیں۔ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ اَیْ اُنْظُرُوْا اِلٰی مِیْرِ۔

اب اگر باپ اپنے دسویں بیٹے سے کہے کہ بیٹا! میرے خاندان کی ایک یتیم لڑکی ہے مگر اس میں حسن نہیں ہے اور تم حسین ہو اور تمہارے سب بھائیوں کی بیویاں حسین ہیں، مگر میری خواہش ہے کہ تم اس لڑکی سے شادی کرلو جو یتیم ہے اور صورت کی بھی اچھی نہیں ہے، کیا تم میری خوشی کے لیے ایسا کرسکتے ہو؟ اگر وہ لڑکا کہے کہ لبیک میں حاضر ہوں، ابّا بس آپ خوش ہوجایئے، میں اس کے ساتھ زندگی گذارلوں گا اور وہ جب بیوی کو دیکھتا ہے تو آہ نکلتی ہے کہ اللہ نے مجھے کتنا حسن دیا اور میری رفیقۂ حیات حسن میں کتنی کم تر ہے لیکن کہتا ہے کہ یا اللہ! میرا باپ تو خوش ہوگیا، تو باپ ایسے بیٹے کو انعام دے گا یا نہیں؟ بلکہ اُس کے غمزدہ قلب کو زیادہ پیار دے گا، حسرت کے مارے دل کو، زخم خوردہ دل کو اور غمِ فراقِ حسنِ لیلیٰ سے چور چور دل کو ہر وقت پیار کرے گا، سجدے میں اللہ سے روئے گا بھی کہ اے اللہ! میرے اس بیٹے کو بہت ہی مہربانیوں سے نوازیں۔

شرابِ دو آتشہ اور شرابِ سہ آتشہ

ایسے ہی اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس بندے کو پیار کرتا ہے جو اپنی کم حسین بیوی سے یہ سوچ کر پیار کرے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے اور پھر نظر بھی بچائے، صرف حلال پر راضی رہے حالانکہ وہ گھر میں بڑھیا مال نہیں پا رہا ہے پھر بھی سڑکوں والی سے نظر بچا کر غم اُٹھا رہا ہے تو کیا ارحم الراحمین اس غمزدہ دل کو نسبتِ اولیاء صدیقین عطا نہیں فرمائیں گے؟ سارے اولیاء اللہ اس کے مقام کے مقابلہ میں پھیکے نظر آئیں گے، سب تو شراب دو آتشہ ہوں گے، عبادت کی شراب اور تقویٰ اور حلال نعمتوں کی شراب اور یہ شرابِ سہ آتشہ ہوگا یعنی عبادت کی شراب اور کامل تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنے کی شراب اور نظر بچا کر دردِ دل کی تیز والی شراب جو حرام آرزوؤں کے خون سے کشید ہوتی ہے۔ یہ تین کیفیات کا حامل ہوگا۔ بس اب سمجھ لو کہ کسی بھی شکل پر نظر پڑے، کسی کی بھی آنکھ، گال، کالے بال، ناک نقشہ نظر آئے تو فوراً آنکھ بند کر کے سوچو کہ ان کے گراؤنڈ فلور میں گو، پیشاب اور بدبو بھری ہوئی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کی تاریخ سازی فرماتے ہیں، ان کی تاریخ کو ایسے حسین وجمیل جغرافیہ سے گذارتے ہیں جس سے ان کی تاریخ خود بخود بنتی چلی جاتی ہے، انہیں ایسے حوادث اور مصائب سے گذارتے ہیں کہ جس سے ان کی تاریخِ صبر اور نسبتِ اولیاء صدیقین کی تکمیل ہوتی ہے ؎

خوشا حوادثِ پیہم، خوشا یہ اشکِ رواں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی تفسیر

کل صبح میں نے اس آیت پر کچھ عرض کیا تھا:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ﴾

(سورۃ اٰل عمران، آیت:۸)

اس سلسلہ میں ایک بات رہ گئی تھی کہ اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا ہونے سے بچایئے۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دل میں ٹیڑھا ہونے کی خاصیت ہے، لہٰذا ہوشیار رہو، کبھی دل گمراہ بھی ہوسکتا ہے۔ اگر دل میں ٹیڑھا ہونے کی خاصیت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ مانگنا کیوں سکھاتے؟ اللہ میاں ہمیں پناہ مانگنا سکھا رہے ہیں کہ پناہ مانگو کیونکہ کسی گناہ کی وجہ سے دل ٹیڑھا بھی کردیا جاتا ہے۔ تو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے ہمارے پالنے والے! ہمارے دل کو ٹیڑھا ہونے سے بچایئے کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہم کو دین پر قائم و دائم رکھئے، استقامت سے رکھئے۔ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا جب آپ نے اپنے کرم سے ہم کو ہدایت دے دی تو اس نعمتِ ہدایت کو ہم سے اپنے کرم سے واپس نہ لیجیے۔ وَھَبْ لَنَا اور ہم کو اپنے پاس سے وہ رحمت ہبہ کردیجیے جس سے استقامت ملتی ہے:

((اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَةِ الْاِنْعَامُ الْخَاصُّ وَھُوَ التَّوْفِیْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ))

(روح المعانی ج۲، ص۹۰۔ مکتبہ دار إحياء التراث العربی، بیروت)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہاں جو رحمت نازل فرمائی ہے اس سے مراد روٹی بوٹی اور لنگوٹی نہیں ہے، پیٹ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت، دین پر استقامت اور حسنِ خاتمہ ہے۔

رحمت کو ہبہ سے تعبیر کرنے کی وجہ

علامہ آلوسی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی رحمت کو لفظِ ہبہ سے کیوں نازل فرمایا کہ وَهَبْ لَنَا اے خدا! ہم کو اپنی یہ رحمت ہبہ کردیجیے کیونکہ سو برس کی عبادت کے بعد ہمیشہ کے لیے جنت مل جانا اس عبادت کا معاوضہ نہیں ہے، سو برس کی عبادت پر سو برس جنت میں جائیے اور جب سو برس ہوجائیں تو گیٹ آؤٹ ہوجائیے کیونکہ تم نے جو سو برس عبادت کی تو اس کے بدلہ میں سو برس جنت کا مزہ لے لیا لیکن اللہ تمہاری سو برس کی عبادت پر ہمیشہ کے لیے جنت دے رہا ہے، اس کا تمہارے پاس کوئی معاوضہ نہیں ہے لہٰذا ہمیشہ کے لیے جنت مل جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم ہم سے ہبہ مانگو کیونکہ ہبہ یعنی بخشش معاوضہ سے بالاتر ہوتی ہے لہٰذا ہم سے ہماری یہ بخشش مانگو کہ اے اللہ! ہم ہمیشہ کی جنت کے اہل نہیں ہیں لہٰذا ہم کو یہ نعمت بخش دیجیے اور ہبہ کے بعد اور رَحْمَةً سے پہلے تین لفظ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ کا فاصلہ کردیا، اللہ تعالیٰ نے حسنِ خاتمہ اور استقامت علی الدین کی جو رحمت ہے اس کے اور ہبہ کے درمیان تین لفظ اس لیے نازل فرمائے تاکہ میرے بندوں کو شوق پیدا ہو:

((تَشْوِيْقًا لِّلْعِبَادِ))

(روح المعانی ج۲، ص۹۰، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

کہ میرا رب کون سے ہبہ کے بارے میں ارشاد فرما رہا ہے۔ تو ہبہ اور رحمت میں تین الفاظ کا فاصلہ ہوگیا۔ لَنَا، ایک۔ مِنْ، دو اور لَدُنْكَ، تین۔ تو علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ نے ان تین لفظ کا فاصلہ اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ میرے بندوں کو شوق پیدا ہوجائے کہ آگے کیا چیز آرہی ہے؟ وہ ہبہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ بخشش کیا ہے؟ آہ! اللہ تعالیٰ نے یہ فاصلہ بالکل اسی طرح کردیا جیسے کوئی اپنے بچے کو لڈو دے اور جب بچہ

لڈو لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے تو ابا لڈو کو تھوڑا سا اوپر کر لے تو بچہ کودنے لگتا ہے کہ ابّا! جلدی دے دو، دیر نہ کرو، اتنا نہ تڑپاؤ، جلدی سے کھلاؤ۔ تو علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

((وَفِي اخْتِيَارِ صِيْغَةِ الْهِبَةِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ تَعَالٰى تَفَضُّلٌ مَّحْضٌ مِّنْ غَيْرِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ عَزَّ شَانُهٗ))

(روح المعاني ج ۲، ص ۹۰، مکتبہ دار إحياء التراث العربي، بيروت)

بندوں کو اپنی یہ رحمت ہبہ کرنا اللہ کا محض فضل ہے، اللہ پر قانوناً واجب نہیں ہے، تمہارا حق نہیں ہے، محض اللہ کا فضل ہے۔

آگے اللہ میاں ایک سوال کا جواب سکھا رہے ہیں کہ مجھ سے ہبہ مانگنے کا تم کو کیا حق ہے؟ بخشش تو اس سے مانگی جاتی ہے جس پر کوئی حق ہو، تو تم لوگ ہم سے ہبہ کیوں مانگ رہے ہو؟ اس کی وجہ بتاؤ؟ تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ خود سکھا رہے ہیں کہ تم لوگ یہ کہہ دو کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کیونکہ آپ بہت دینے والے ہیں، بہت بڑے داتا ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ آیت معرضِ تعلیل میں ہے کہ ہبہ مانگنے کی وجہ لِاَنَّكَ ہے، یہاں لام پوشیدہ ہے، لامِ تعلیلیہ اور سببیہ موجود ہے اور پوشیدہ ہے اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ عَلٰى مَعْرِضِ التَّعْلِيْلِ اَيْ لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کہ ہم سب آپ سے ہبہ اس لیے مانگتے ہیں کیونکہ آپ بہت دینے والے ہیں۔

اہلِ تقویٰ کو دو جنّتیں عطا ہوتی ہیں

ہمارا جنت کی نعمتِ موعود پر تو یقین ہے مگر جنت ادھار ہے، مرنے کے اور قیامت کے بعد ملے گی لیکن تقویٰ کی برکت سے اللہ اپنی حلاوتِ ایمانی اور اپنے قرب کی لذت نقد دے گا اور اتنی دے گا کہ آپ کو کوئی احساسِ کمتری نہ ہوگا کہ اللہ نے یہ لذت اُدھار رکھی ہے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

وَقَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَآءِ فِیْ تَفْسِیْرِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت:۴۶)

((اَیْ جَنَّةٌ مُّعَجَّلَةٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی وَ جَنَّةٌ مُّؤَجَّلَةٌ فِی الْعُقْبٰی بِلِقَآءِ الْمَوْلٰی))

(مرقاۃ، کتاب الدعوات، باب الرحمۃ، ج۵،ص ۲۱۳)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں آیت **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ** کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی برکت سے متقی بندہ کو دو جنتیں ملتی ہیں، ایک آخرت میں اور دوسری اس کے دل میں ہر وقت حضور مع المولیٰ کی جنت جو اس کے قلب کو لذتِ دو جہاں بخشتی ہے۔ تو حضور مع المولیٰ کی جنت اُدھار کہاں ہے؟ جنت کی حوریں تو اُدھار ہیں، مولیٰ تو اُدھار نہیں ہے، اللہ نے جنت اُدھار رکھی ہے مگر مولیٰ اُدھار نہیں ہے، مولیٰ تو آپ کو اپنے قلب میں حضور مع المولیٰ کی صورت میں ہر وقت مل رہا ہے، تم دل میں ہر وقت مولیٰ پاؤ گے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ﴾

(سورۃ الحدید، آیت:۴)

دنیا میں حوریں تمہارے ساتھ نہیں ہیں مگر تمہارا مولیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ جنت تو اُدھار ہے مگر تمہارا مولیٰ تمہارے ساتھ ہے، اللہ نے اپنے کو اُدھار نہیں رکھا، ہم تو تمہیں مل رہے ہیں، ہر وقت نظر بچاتے جاؤ، غم اُٹھاتے جاؤ اور ہمیں پاتے جاؤ، مولیٰ کے ہوتے ہوئے ان شاء اللہ جنت کا خیال بھی نہیں آئے گا، گو جنت کی نعمت سر آنکھوں پر ہے کیونکہ اللہ کی نعمت ہے لیکن بتاؤ جنت افضل ہے یا مولائے جنت افضل ہے؟ ؎

مانا کہ میر گلشنِ جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

عشق کا پیٹرول

اللہ اپنے عاشقوں کو اپنے عشق کا پیٹرول دیتے ہیں، جب وہ نظر بچاتے ہیں تو غم کی شدت سے اسٹیم پیدا ہوتی ہے اور قلب کو پرواز کے پر عطا ہوتے ہیں کیونکہ جب نظر بچائے گا تو قلب کو بہت زور سے جھٹکا لگتا ہے، اسی جھٹکے سے دل پر زلزلہ آتا ہے اور دل اللہ کی طرف اُڑتا ہے کیونکہ جب جہاز اُڑتا ہے تو پہلے بہت تیز دوڑتا ہے تو نظر ہٹانے سے دل پر ایک تیز غم آتا ہے اور اس کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اللہ کے راستہ میں غم اُٹھانے کی عادت ڈالو، یہ ہمارے لیے پیٹرول ہے مگر ان حسینوں کے حسن کے پیٹرول میں اپنی نگاہوں کی نلکی مت ڈالو بلکہ ان سے نظر بچاؤ، یہ نہیں کہ اپنی نظروں کی نلکی لے کر پیٹرول پمپ کے قریب ہوجاؤ کہ ذرا حسن کا دو گیلن مجھے بھی دینا۔ نظر بچانے کا جو غم ہے، یہی پیٹرول ہے، اسی غم سے خدا اسٹیم اور پرِ پرواز دیتا ہے، اسی غم سے عاشق کا قلب اللہ کی طرف اُڑتا رہتا ہے اور جو ان حسینوں پر نظر ڈال دیتے ہیں تو ان کی روح مٹی اور کیچڑ میں داخل ہوجاتی ہے اور اس کی پرواز کی طاقت ختم ہوجاتی ہے، پرواز کی طاقت مفلوج ہوجاتی ہے، وہ مٹی میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ وہ مٹی کا رنگ و روغن دیکھ رہے ہیں، مٹی کے ڈسٹمپر کو دیکھ رہے ہیں، ان کی مٹی مٹی میں پھنس جاتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمادی کہ ان رنگین مٹیوں کو مت دیکھو، تمہاری مٹی میں نے اپنے لیے پیدا کی ہے، تم کو ان مٹیوں کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ تم ان کے گو اور پاد سونگھتے رہو۔ تمہاری تخلیق کا مقصد:

((لِيَعْبُدُوْنِ اَیْ لِيَعْرِفُوْنِ))

(روح المعانی، ج۲۷، ص۲۵، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

ہے تاکہ تم مجھے پہچان لو۔

تو یہ عنوان کیسا ہے کہ تم گناہ سے بچو اور غم اُٹھاؤ اگرچہ جنت اُدھار

ہے لیکن میں تو اُدھار نہیں ہوں، آہ! میرا قرب تو نقد مل رہا ہے۔ بتاؤ! نظر بچانے سے، اللہ کے راستہ میں غم اُٹھانے سے اللہ کا قرب ملتا ہے یا نہیں؟ یہ حلاوتِ ایمانی کیا ہے؟ قربِ خداوندی ہے۔تو یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۝﴾

(سورۃ الحدید، آیت ۴)

کہ جنت تو اُدھار ہے مگر میں اُدھار نہیں ہوں۔ بتایئے! یہ کیسا جملہ ہے، اگر کوئی اللہ کا عاشق ہوگا تو اس ظالم کو حیا آجائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا کرم فرمایا کہ اپنے کو اُدھار نہیں رکھا، جنت تو اُدھار رکھی ہے لیکن فرمایا کہ میں اُدھار نہیں ہوں، میں ہر جگہ تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا میرے نام پر فدا ہوجاؤ، نظر بچانے کا غم اُٹھالو، مٹی پر اپنی مٹی کو مٹی مت کرو۔

عشقِ مجازی کی ذلت کا فیچر

ایک گروہِ عاشقاں تھا جس کا ایک لیڈر یعنی امیر العاشقین تھا، تو اس کی معشوقہ کی بہت زور سے ہوا کھل گئی تو لیڈر یعنی امیر العاشقین نے نعرہ مارا پادستان! سب نے کہا زندہ باد۔ اس کے کچھ دیر بعد معشوقہ نے اپنے عاشقوں سے کہا کہ اب مجھے پیشاب لگا ہوا ہے، مجھے موتنا ہے تو امیر العاشقین نے کہا موتستان! تو سب عاشقوں نے کہا زندہ باد۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ ہم کو پاخانہ بھی لگ رہا ہے تو امیر العاشقین نے کہا ہگستان۔ سب نے کہا زندہ باد۔ دیکھا آپ نے! یہ کیسا فیچر ہے۔ میں نے اس فیچر میں دنیائے مجاز کو کتنا ذلیل کیا ہے۔

عشقِ مجازی سے نجات دلانے والا مراقبہ

ایک عاشق نے ایک لاکھ ڈالر میں ایک لڑکی کو جو سارے عالَم میں مقابلۂ حسن میں اوّل نمبر آئی تھی اس کو گود میں بٹھا کر حرام مزے لے رہا

ہے۔اُسے کسی نے جمال گوٹا دے دیا تا کہ یہ اس سے نفرت کر کے میرے پاس آجائے تو جب وہ گود میں لیے ہوئے تھا تو اچانک اُسی وقت زور سے پاخانہ ہوا، آغوشِ محبت میں دست بدست جنگ شروع ہوگئی۔تو اس نے کہا کہ اتنی بدبو! بھاگ یہاں سے نالائق! یہی وقت تھا بھگنے کا،تو جب وہ گھبرا کر اُٹھنے لگی تو عین اس عاشق کی ناک کے سامنے ایک اور بہت تیز موشن ہائی پریشر سے آ گیا تو اس کا سارا پاخانہ اس کی ناک، آنکھ، کان اور منہ میں گھس گیا کیونکہ تعجب کے وقت میں آدمی کا منہ کھل جاتا ہے تو سارا پاخانہ اس کے منہ میں گھس گیا تو نفسیاتی طور پر اس کو ہمیشہ کے لیے اس سے نفرت ہوگئی، اس کے نام سے ہی اس کی قوتِ باہ ختم ہوجاتی تھی۔

(مفتی ابراہیم صالح جی جو حضرت کے خلیفہ بھی ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ)دوروز پہلے جب میں مغرب کے فرضوں میں مشغول تھا تو بے اختیار ایک وارد دل پر آیا (وارد کی تعریف حضرت والا نے یہ فرمائی ہے کہ بغیر واسطۂ دماغ، بغیر سوچے ہوئے قلب پر براہِ راست کوئی چیز آئے۔) میرا اس طرف دھیان بھی نہیں تھا، بے اختیار ایک وارد دل پر آیا کہ حضرت اس زمانے کے تصوّف کے مجدّد ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کی توفیق نصیب فرمائے۔

مبشرات منامیہ

آپ کو اپنے بزرگوں کے دوخواب سناتا ہوں، جن میں بشارت ہے۔

نمبر ایک میرے مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اپنی انگلی سے میری پیشانی پر اللہ لکھا۔اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص صاحبِ نسبت ہے۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خواب

اور نمبر ۲۔مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے

خواب میں تم کو حرم میں دیکھا کہ تم بہت لمبے قد کے ہو اور سفید لباس میں ہو اور تمہارا کعبہ شریف میں بیان ہو رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کعبہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہے، حق تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ سارے عالم میں اختر سے کام ہوگا ان شاء اللہ، اور جب یہ خواب سنایا تو مفتی صالح صاحب وہاں موجود تھے، تو میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ اس بات کے شاہدِ حرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، فخر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الشُّكْرُ وَلَا فَخْرَ يَا كَرِيْمُ یا کریم اس لیے کہہ رہا ہوں کہ وہ کریم ذات کسی ذرّہ کو نواز دے تو کسی کو حسد کیوں ہے۔

حضرت والا کا پرلطف مزاح

(مائیک کی لاؤڈ اسپیکر کی تاریں اِدھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں، اس پر مزاحاً فرمایا) مائیک کا آج بہت اچھا انتظام ہے ؎

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

اس کی کیا شرح کروں، عاشق لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کے بال بکھر جائیں اور اللہ نے اس کو حسن دیا ہے تو وہ بگڑتا نہیں ہے اور سنور جاتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر کسی سے خطا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو استغفار و توبہ کی توفیق دے دے تو اس کی بگڑی اور بن جاتی ہے کیونکہ شیطان نے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر ؎

چلی شوخی نہ کچھ اس بے حیا کی

میں نے شیطان کا نام بے حیا رکھا ہے۔ میں نے اس شعر میں تھوڑی سی ترمیم کر دی کہ ؎

چلی شوخی نہ کچھ اس بے حیا کی
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کر کے مؤمن کا کام اور بن جاتا ہے۔ چلو بھئی! اب مائیک میر صاحب کو دو، یہ ایک خواب آپ لوگوں کو سنائیں گے۔

(احقر نے حضرت والا سے عرض کیا کہ کراچی کے ایک بزرگ جو حضرت والا کے متعلقین میں سے ہیں انہوں نے بھی ایک بہت مبارک خواب دیکھا تھا، اگر حضرت اجازت دیں تو وہ سنادوں۔ حضرت والا نے اجازت عنایت فرمائی۔ میر عفا اللہ عنہ)

خواب بزبان احقر میر عفا اللہ عنہ

ایک بزرگ حضرت والا سے تعلق رکھتے ہیں، ذاکر شاغل آدمی ہیں۔ وہ ذکر کر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ساتوں آسمان ہیں اور بہت انوار نظر آئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ساتوں آسمان کھل گئے اور اوپر بیت المعمور کو دیکھا۔ (بیت المعمور کی تعریف حضرت والا نے فرمائی تھی کہ بیعت المعمور فرشتوں کا کعبہ شریف ہے، جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور انہیں دوبارہ طواف کی نوبت نہیں آتی۔)

تو بیت المعمور میں دیکھا کہ وہاں حضرت والا کا نام مبارک لکھا ہوا ہے۔ ''حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب'' اور پھر ایک آواز سنی کہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب اس صدی کے مجدد ہیں اور یہ خواب نہیں تھا، کہتے ہیں کہ حالتِ ذکر میں ایک غنودگی سی، ایک بے خودی سی تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے یہ دیکھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کو تین کتابیں پیش کر رہے ہیں، بیان القرآن، بہشتی زیور، کلیدِ مثنوی اور اس وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے

صدرِ مملکت جب ریٹائر ہوتا ہے تو وہ اپنے کاغذات دوسرے صدر کو پیش کرتا ہے جو اس وقت حلف لے رہا ہوتا ہے اور اس کا قائم مقام بنتا ہے۔

دوسرا خواب

ری یونین کے حافظ داؤد صاحب نے بھی ایک خواب دیکھا تھا جو حضرت کے خلیفہ بھی ہیں اور کراچی آنے سے پہلے ہردوئی میں پڑھتے تھے۔ ان کے سسر کراچی آئے تھے، وہ بیعت ہونا چاہتے تھے تو اسی رات حافظ داؤد صاحب نے خواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا حضرت تھانوی نے فرمایا کہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب میرے امین، ترجمان اور جانشین ہیں۔

(مولانا منصور الحق ناصر صاحب نے تینوں خوابوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔)